پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

سقوطِ کابل کے بعد پاکستان میں دینی جماعتوں کے مؤثر کردار کی ضرورت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ دینی قوتیں نصف صدی سے پاکستان کی سیاست میں کسی نہ کسی رنگ میں قوم کی بھرپور رہنمائی کرتی رہی ہیں۔ اجتماعی جدوجہد میں جہاں فوائد حاصل ہوئے وہاں نقصانات بھی اُٹھانا پڑے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ حالات و واقعات، طریقۂ کار، کام کے انداز اور تقاضے بھی یکسر بدل گئے ہیں۔ سانحۂ افغانستان کے نتیجے میں پاکستان کی لادین اور سیکولر قوتوں کی خاصی حوصلہ افزائی ہوئی ہے، بیرونی اور داخلی مقتدر قوتوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا ہے، اور ہلہ شیری دے کر انہیں میدان میں اُتارنے کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ سادہ اور سیدھی بات یہ ہے کہ سامراج اور اس کے گماشتوں نے دینی جماعتوں، مدارس اور اداروں کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

موجودہ حکمرانوں نے گزشتہ تین چار مہینوں میں جو فیصلے کیے وہ اچانک یا بلائے ناگہانی کے طور پر ہم پر مسلط نہیں کیے گئے بلکہ وہ تو روزِ اوّل سے ہی ان اہداف کو حاصل کرنے کا عندیہ دیتے رہے ہیں۔ ظلم بے نظیر نے بھی کیا اور نواز شریف نے بھی۔ لیکن جو ظلم اب ہو رہا ہے یہ مکمل منصوبہ بندی اور عالمی سامراج کی ڈکٹیشن کا نتیجہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اصلاحِ احوال کے نام پر سب سے پہلے آئین معطل کر کے پی سی او کے تحت اس کی ٹانگیں توڑی گئیں۔ اب خصوصی عدالتیں قائم کر کے جج کے ساتھ فوجی افسر کا تقرر کیا گیا ہے۔ یوں عدلیہ پر شب خون مار کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے ہیں۔ عدلیہ کے وقار کی بحالی کے سلسلے میں محترم چیف جسٹس صاحب نے اپنے بیان میں جس بے بسی کا اظہار فرمایا ہے وہ انتہائی فکر انگیز ہے۔ دینی مدارس روزِ اوّل سے سامراج اور اس کے تنخواہ داروں کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہے تھے اب اُن پر بھی ہاتھ صاف کیا جا رہا ہے۔ مدارس کی خود مختاری ختم کی جا رہی ہے اور نصاب میں من مانی تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں۔ قوم کی رہنمائی کرنے والی مسجد سے بلند ہونے والی صدا کو بھی محدود اور بند کیا جا رہا ہے۔ ادھر ملک میں آئندہ مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ یہ سارے اقدامات اور فیصلے ماورائے آئین ہیں۔ بظاہر تو ان میں فردِ واحد کی سیکولر سوچ اور فکر کارفرما نظر آتی ہے۔ لیکن درحقیقت فرد کے پیچھے بین الاقوامی استعماری قوتیں متحرک ہیں۔ یہ سامراجی ایجنڈہ اور نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے۔

سیاسی حکومت ختم ہوئی تو مخالف سیاسی قوتوں نے چپ سادھ لی بلکہ ختم کرنے والوں سے تعاون اور مفاہمت کا ہاتھ بڑھایا۔ جب اُن پر بَن آئی تو پہلے معزول ہونے والوں نے خاموشی اختیار کی پھر دینی قوتوں کی باری آئی تو تمام سیکولر سیاسی قوتوں نے سکوت اختیار کیا، بعض کونوں کھدروں سے اگر کوئی صدا بلند ہوئی تو وہ بھی مخالفت ہیں۔ غرض تمام ادارے